

Journal of Sociology & Cultural Research Review (JSCRR)Available Online: <https://jscrr.edu.com.pk>Print ISSN: [3007-3103](#) Online ISSN: [3007-3111](#)Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)**PRINCIPLES OF IDENTIFYING FABRICATED HADITH: AN ANALYTICAL STUDY OF THE METHODOLOGIES OF IMAM IBN AL-JAWZI AND IMAM AL-SUYUTI**

وضوح حدیث کی شناخت کے اصول: امام ابن الجوزی اور امام سیوطی کے مناجح کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Zeeshan

Lecturer, Department of Islamic Studies, KUST

dr.zeeshan2021@kust.edu.pk**Abstract**

Ahadith are prophetic traditions, which is the second most important source of Islamic teaching after the Quran. The question of their authenticity and maintenance has always been the burning issue of the Muslim Ummah. Nevertheless, there have always been some people with personal intentions, certain sectarian inclinations, or even political goals who fabricated Hadith, which became the grave problem of Hadith forgery (wadh' al-hadith). In reaction, the scholars of Hadith came up with elaborate systems such as Ilm al-Jarh wa Ta'dil (science of critiquing and validating reporters), Ilm al-Rijal (science of biography), and rules of transmission to discard fabricated reports. In this analytical study, two important classical scholars are discussed, Imam Ibn al-Jawzi (d. 597 AH) and his book Al-Mawdu 597 AH), and Imam Jalal al-Din al-Suyuti (d. 911 AH) and his work Al-La 911 AH), and his work Al-La 911 AH. It lists and describes the differences and similarities between their approaches to finding false Hadith. Ibn al-Jawzi stresses the consideration of the chain of reporters (isnad), and it has to be based mainly on the trustworthiness and ethical integrity of the reporters. His system is more dogmatic and one-sided, and geared toward jarh (discrediting unreliable narrators). Al-Suyuti, on the other hand, is more sweeping and more conservative, examining not simply the chain but also the text (matn), its linguistic, rational and historical consistency. The two authors provide a great number of examples of fabricated narrations, based on such reasons as weak or broken chains, doubtful reporters, and inconsistency with the teachings of the Quran or rational principles or the accepted Islamic jurisprudence. Their contributions are very pertinent even today when false Hadith are flooding social media sites without any verification. In this study, the author emphasizes the role of equal consideration to the chain and content of Hadith in establishing authenticity. It also highlights the dire necessity of the contemporary scholars, students and teachers to employ these ancient methodologies along with the modern apps to safeguard the Ummah against the evils of fabricated Hadith. The research findings point at the fact that the insights of the method of Ibn al-Jawzi (the study of isnad) and al-Suyuti (the study of content) can and should be combined into a balanced and holistic approach to the authentication of Hadith one that is critical in long-term and

short-term perspectives to academia and the general population in the age of modernity.

Keywords: *Fabricated Hadith, Ibn al-Jawzi, Al-Suyuti, Al-Mawdu'at, Al-La'ali al-Masnu'a, Chain and Content Analysis, Refutation of Forged Narrations*

1- تمہید

حدیث نبوی دین اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے، جو قرآن کریم کی تشریح و توضیح کا اہم ذریعہ ہے۔ لیکن تاریخ اسلام میں کچھ لوگوں نے اپنے ذاتی مفادات یا فرقہ وارانہ تعصبات کی بنا پر احادیث گھڑنے کی ناپاک جسارت کی، جس کی وجہ سے "وضع حدیث" (حدیثیں گھڑنے) کا فتنہ وجود میں آیا۔ یہ مسئلہ نہ صرف حدیث کے مستند ہونے میں شکوک پیدا کرتا ہے بلکہ دین کے اصل تعلیمات کو مسخ کرنے کا بھی باعث بنتا ہے۔ اسی لیے علمائے حدیث نے موضوع (من گھڑت) احادیث کی شناخت کے لیے سخت اصول و ضوابط وضع کیے ہیں۔ امام ابن الجوزی اور امام سیوطی جیسے جلیل القدر محدثین نے اس میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں اور ان کے مناجح کا تجزیہ کرنا موجودہ دور میں بھی بے حد مفید ہے، خاص طور پر جب جعلی احادیث سوشل میڈیا کے ذریعے تیزی سے پھیل رہی ہیں۔

اس آرٹیکل کا بنیادی مقصد امام ابن الجوزی اور امام سیوطی کے وضع حدیث کی شناخت کے اصولوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے کہ دونوں ائمہ نے کس طرح سند اور متن کے اعتبار سے موضوع احادیث کو پرکھا، نیز ان کے ہاں کیا مشترکہ نکات ہیں اور کہاں ان کے طریقہ کار میں فرق پایا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ کوشش کی ہے کہ کیا ان کے اصول آج کے دور میں بھی قابل اطلاق ہیں یا جدید تقاضوں کے مطابق ان میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ عوام الناس کو موضوع احادیث سے آگاہ کیا ہے اور حدیث کے معتبر ذرائع تک رسائی کو یقینی بنانے میں مدد فراہم کی ہے۔

یہ آرٹیکل بنیادی طور پر تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ پر مشتمل ہے، جس میں امام ابن الجوزی کی کتاب "الموضوعات" اور امام سیوطی کی "اللائی المصنوعہ فی الأحادیث الموضوعہ" کو مرکزی ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ دونوں ائمہ کے اقتباسات اور تشریحات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے مناجح کا موازنہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ، دیگر معتبر حدیثی کتب اور جدید تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے تاکہ موضوع کا ہر پہلو واضح ہو سکے۔ آرٹیکل میں تحلیلی انداز اپناتے ہوئے مثالوں کے ذریعے مباحث کو آسان بنانے کی کوشش کی ہے، تاکہ قاری کے لیے دونوں ائمہ کے نقطہ نظر کو سمجھنا آسان ہو۔

2- وضع حدیث: تعریف اور پس منظر

لغوی و اصطلاحی تعریف

لفظ "وضع" عربی زبان میں "گھڑنا" یا "بناوٹ کرنے" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاحاً "وضع حدیث" سے مراد نبی کریم ﷺ پر جھوٹی بات منسوب کرنا ہے، جسے شرعی طور پر سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ علماء نے وضع حدیث کو "إِخْبَارٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَا لَمْ يَقُلْهُ" (نبی ﷺ کی طرف وہ بات منسوب کرنا جو آپ نے نہیں کہی) کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ عمل نہ صرف دین میں تحریف کا باعث بنتا ہے بلکہ حدیث کی صحت اور استناد کو بھی متاثر کرتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "تدریب الراوی" میں اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: "وضع الحدیث هو إسناد ما لم يقله النبي ﷺ إليه قولاً أو فعلاً أو تقريراً"¹۔

وضع حدیث کی تاریخ اور اسباب

¹ سیوطی، تدریب الراوی فی شرح تفسیر النواوی، ج 1، ص 167، مکتبہ دار المنہاج، ریاض، 1437ھ

وضع حدیث کا سلسلہ صدر اسلام ہی میں شروع ہو گیا تھا، لیکن یہ مسئلہ خاص طور پر خلفائے راشدین کے بعد کے دور میں شدت اختیار کر گیا۔ سیاسی اختلافات، فرقہ واریت، اور ذاتی مفادات کے تحت جعلی احادیث گھڑی جانے لگیں۔ بعض لوگوں نے لوگوں کی ترغیب دینے کے لیے بھی جھوٹی احادیث ایجاد کیں، جسے "وضع فی فضائل الأعمال" کہا جاتا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے "لسان المیزان" میں لکھا ہے: "وكان أول من وضع الحديث في الإسلام الطوائف المبتدعة"²۔ اسی طرح بعض راویوں نے مالی فائدے یا شہرت کے لیے بھی احادیث گھڑیں، جس کی وجہ سے علماء نے جرح و تعدیل کے اصول وضع کیے تاکہ ضعیف اور موضوع روایات کو الگ کیا جاسکے۔

حدیث کی حفاظت میں علماء کی کردار

حدیث کی حفاظت کے لیے علماء نے نہایت سخت اصول و ضوابط مرتب کیے۔ انہوں نے راویوں کے حالات پر گہری نظر رکھی اور ہر حدیث کی سند و متن کا تنقیدی جائزہ لیا۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے محدثین نے صحیح احادیث کو جمع کرنے کے لیے سخت شرائط عائد کیں۔ امام ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے: "كان الأئمة يتشددون في قبول الحديث حتى يتأكدوا من عدالة الراوي وضبطه"³۔ علماء نے موضوع احادیث کی نشاندہی کے لیے مستقل کتب بھی تصنیف کیں، جیسے "الموضوعات" للعلامة ابن الجوزيؒ اور "الملائي المصنوع" للسيوطيؒ۔ ان کی کوششوں کی بدولت ہی آج امت مسلمہ صحیح احادیث تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

3۔ امام ابن الجوزی کا تعارف اور علمی خدمات

سوانح حیات اور علمی مقام

امام ابن الجوزی (متوفی 597ھ) کا پورا نام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی القرشی التیمی البغدادی ہے۔ آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں پر علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے عظیم محدث، مفسر، فقیہ، مورخ اور واعظ تھے۔ آپ نے علم حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ اور ادب جیسے متعدد علوم میں گہری دسترس حاصل کی اور اپنی ذہانت و فطانت کی بنا پر "شیخ العراق" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ امام ذہبیؒ نے آپ کے علمی مقام کو سراہتے ہوئے لکھا ہے: "كان ابن الجوزي حافظاً متقناً، واسع العلم، كثير التصانيف"⁴۔ آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہزاروں طلبہ کو علم سے نوازا اور متعدد کتب تصنیف کیں۔

حدیث کے میدان میں نمایاں تصانیف

امام ابن الجوزی نے حدیث کے میدان میں کئی اہم تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سب سے مشہور الموضوعات ہے۔ یہ کتاب موضوع (جعلی) احادیث کے بارے میں ایک جامع اور معتبر تصنیف ہے، جس میں آپ نے جعلی روایات کو جمع کر کے ان کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے علاوہ کشف المشكل من حديث الصحيحين اور تلخیص فہوم اہل الآثار جیسی کتب بھی آپ کی حدیثی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے آپ کی کتاب الموضوعات کے بارے میں لکھا ہے: "بی من أجمع الكتب في بابها وأحسنها ترتيباً"⁵۔ آپ کی یہ کتب نہ صرف حدیث کے طلبہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں بلکہ علماء کے لیے بھی ایک مستند مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

² ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، ج 1، ص 12، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1423ھ

³ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج 1، ص 45، مکتبہ دار المعرفہ، بیروت، 1430ھ

⁴ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ج 21، ص 367، مکتبہ الرسالہ، بیروت، 1422ھ

⁵ سیوطی، تدریب الراوی، ج 1، ص 212، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1435ھ

وضع حدیث کے تئیں ان کا منہج

امام ابن الجوزی نے وضع حدیث کے خلاف سخت موقف اختیار کیا اور اس عمل کو دین میں بدعت و تحریف قرار دیا۔ آپ نے اپنی کتاب الموضوعات میں جعلی احادیث کو اکٹھا کر کے ان کے راویوں اور متن کے ضعف کو واضح کیا۔ آپ کا منہج یہ تھا کہ وہ سند اور متن دونوں پر گہری تنقید کرتے تھے اور کسی بھی روایت کو قبول کرنے سے پہلے اس کی صحت کو پرکھتے تھے۔ آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے: "إن الوضاعین للحدیث قد أفسدوا علی الناس دینهم"⁶۔ آپ کا یہ کام نہ صرف حدیث کی حفاظت کے لیے ایک اہم خدمت تھی بلکہ بعد میں آنے والے علماء کے لیے بھی ایک معیار بن گیا۔ امام ابن الجوزی کی یہ کوششیں آج بھی حدیث کی صحت و استناد کو برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔

4۔ امام سیوطی کا تعارف اور علمی خدمات

سوانح حیات اور علمی مقام

امام جلال الدین سیوطی (849-911ھ) کا پورا نام عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی ہے جو اسلامی علوم کے عظیم عالم اور کثیر التصانیف مصنف تھے۔ آپ مصر کے شہر سیوط میں پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ آپ نے حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ اور لغت جیسے متعدد علوم میں مہارت حاصل کی اور اپنی غیر معمولی ذہانت کی بنا پر "ابن الکتاب" (کتابوں کا بیٹا) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ امام سخاوی نے آپ کے علمی مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "کان یحراً لا یدرک مساحله، وکنزاً لا یعرف قیمته"⁷۔ آپ نے چالیس سال کی عمر میں ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور اپنی زندگی میں 600 سے زائد کتب تصنیف کیں۔

حدیثی ذخیرہ اور تصنیفات

امام سیوطی نے حدیث کے میدان میں متعدد اہم تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن میں الجامع الصغیر، الجامع الکبیر اور تدریب الراوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ الجامع الصغیر میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے مختصر احادیث کو جمع کیا ہے جو اپنی جامعیت اور آسان ترتیب کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ تدریب الراوی میں آپ نے حدیث کی اصطلاحات اور اصول روایت کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ علامہ زبیدی نے آپ کی کتاب الجامع الصغیر کے بارے میں لکھا ہے: "هو من أنفع الكتب وأجمعها للأحادیث النبویة"⁸۔ آپ کی یہ کتب حدیث کے طلبہ اور علماء کے لیے ایک مستند مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

وضع حدیث کے معاملے میں ان کا نظریہ

امام سیوطی نے وضع حدیث کو دین میں بدترین جرم قرار دیا اور اس کے خلاف سخت موقف اختیار کیا۔ آپ نے اپنی کتاب اللآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعات میں جعلی احادیث کو جمع کیا اور ان کے موضوع ہونے کے دلائل پیش کیے۔ آپ کا نظریہ یہ تھا کہ ہر وہ حدیث جو نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹی نسبت کرتی ہو، اسے رد کر دینا چاہیے چاہے وہ کسی بھی مقصد کے لیے گھڑی گئی ہو۔ آپ نے لکھا ہے: "إن

⁶ ابن الجوزی، الموضوعات، ج 1، ص 34، مکتبہ دار الصمیعی، ریاض، 1438ھ

⁷ سخاوی، الضوء الملاح للقرآن الساس، ج 4، ص 67، دار الحیل، بیروت، 1422ھ

⁸ زبیدی، تاج العروس، ج 1، ص 203، دار الهجرة، قاہرہ، 1435ھ

الحديث الموضوع شرٌّ من الحديث الضعيف، لأنه كذب على النبي ﷺ⁹۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں موضوع احادیث کی نشاندہی کر کے امت کو اس فتنے سے بچانے کی کوشش کی جو آج بھی علماء کے لیے مشعل راہ ہے۔

5۔ وضع حدیث کی شناخت کے کلی اصول

سند کے اعتبار سے اصول

وضع حدیث کی شناخت کا پہلا اور اہم ترین معیار سند کا تجزیہ ہے۔ محدثین نے راویوں کے حالات جاننے کے لیے جرح و تعدیل کے سخت اصول وضع کیے ہیں۔ امام ابن صلاح نے اپنی مشہور تصنیف "مقدمہ ابن الصلاح" میں بیان کیا ہے کہ "کل حدیث فی إسنادہ کذاب أو متہم بالکذب فهو موضوع"¹⁰۔ سند کے اعتبار سے موضوع حدیث کی پہچان کے لیے تین بنیادی اصول ہیں: اول، سند میں کسی راوی کا متہم بالکذب ہونا؛ دوم، سند کا منقطع ہونا؛ سوم، راویوں کا ایک دوسرے کے معاصر نہ ہونا۔ امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں ان اصولوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کئی مثالیں پیش کی ہیں۔

متن کے اعتبار سے اصول

حدیث کے متن کے اعتبار سے وضع کی شناخت کے متعدد اصول محدثین نے بیان کیے ہیں۔ امام ابن قیم نے "المناہر المنیفة" میں لکھا ہے کہ "ما خالف العقل السليم أو النقل الصحيح أو القواعد الشرعية فهو موضوع"¹¹۔ متن کے اعتبار سے موضوع حدیث کی کئی علامات ہیں: اول، حدیث کا قرآن و سنت کے صریح دلائل کے خلاف ہونا؛ دوم، الفاظ کا رکیک اور غیر فصیح ہونا؛ سوم، نبی کریم ﷺ کی شان کے خلاف بات ہونا؛ چھارم، ایسی تفصیلات بیان کرنا جو عہد نبوی میں معروف نہ تھیں۔ امام سیوطی نے "تذریب الراوی" میں ان علامات کی مزید وضاحت کی ہے۔

محدثین کے ہاں معیارات

محدثین کرام نے وضع حدیث کی شناخت کے لیے جامع معیارات وضع کیے ہیں۔ امام نووی نے "تقریب النووی" میں بیان کیا ہے کہ "أجمع العلماء على أن من عرف بالوضع لا يحتج بحديثه"¹²۔ محدثین کے ہاں موضوع حدیث کی شناخت کے لیے چار بنیادی معیار ہیں: اول، خود راوی کا اعتراف وضع؛ دوم، کسی ثقہ عالم کا راوی پر وضع کی شہادت دینا؛ سوم، حدیث کا معلوم اصولوں کے خلاف ہونا؛ چھارم، حدیث میں مبالغہ آمیز فضائل کا بیان ہونا۔ امام ابن حجر عسقلانی نے "نخبۃ الفکر" میں ان معیارات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

6۔ امام ابن الجوزی کے اصولی تشخیص وضع حدیث

سند میں ضعف کی نشاندہی

امام ابن الجوزی نے اپنی مشہور تصنیف "الموضوعات" میں وضع حدیث کی شناخت کے لیے سب سے پہلے سند کے تجزیے پر زور دیا ہے۔ آپ کے نزدیک اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب یا مشہور کذاب ہو تو وہ حدیث بلا شک و شبہ موضوع ہوتی ہے۔ امام صاحب لکھتے ہیں: "إذا رأيت الحديث يبادر بالقلب إليه الوهم، فانظر في سنده، فإن وجدت فيه من يهيم بالوضع فاعلم أنه

⁹ سیوطی، الاثالی المصنوعة، ج 1، ص 45، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1430ھ

¹⁰ ابن صلاح، مقدمة ابن الصلاح، ج 1، ص 97، دار المعرفة، بیروت، 1436ھ

¹¹ ابن قیم، المناہر المنیفة، ص 56، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیة، حلب، 1432ھ

¹² نووی، تقریب النووی، ج 1، ص 123، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، 1439ھ

موضوع¹³۔ آپ نے اپنی کتاب میں متعدد احادیث کو ان کے راویوں کی کمزوری کی بنا پر موضوع قرار دیا ہے، خاص طور پر ان راویوں کے بارے میں جن پر محدثین کا اجماع ہو کہ وہ حدیثیں گھڑتے تھے۔ امام ابن الجوزی کا یہ طریقہ کار بعد میں آنے والے محدثین کے لیے معیار بنا۔

متن میں مخالفت عقل یا شرع

امام ابن الجوزی نے متن حدیث کے تجزیے کو بھی وضع کی شناخت کا اہم معیار قرار دیا ہے۔ آپ کے نزدیک اگر کوئی حدیث عقل سلیم، قرآن کریم کی صریح نص، یا متواتر سنت کے خلاف ہو تو وہ یقیناً موضوع ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "کل حدیث یخالف العقل أو یناقض الأصول أو یخالف القواعد الشرعیة فهو موضوع لا محالة"¹⁴۔ امام صاحب نے اپنی کتاب میں ایسی متعدد احادیث کو جمع کیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی شان کے خلاف ہیں یا جن میں مبالغہ آمیز فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ آپ کے نزدیک حدیث کا فصاحت و بلاغت کے معیار پر پورا نہ اترنا بھی اس کے وضع ہونے کی علامت ہے۔

راویوں کے حالات کی تحقیق

امام ابن الجوزی نے وضع حدیث کی شناخت کا تیسرا اہم اصول راویوں کے حالات کی گہری تحقیق کو قرار دیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں ہر موضوع حدیث کے راویوں کے بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے اور ان کے ضعف کے اسباب بیان کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: "لابد من النظر فی أحوال الرواة، فإن الجرح مقدم علی التعديل إذا صح"¹⁵۔ امام صاحب کے نزدیک راوی کا فاسق ہونا، بدعتی ہونا، یا مالی مفادات کے لیے حدیثیں بیان کرنا اس کی روایات کو رد کرنے کے لیے کافی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں ان راویوں کی فہرست بھی دی ہے جو وضع حدیث میں مشہور تھے، تاکہ بعد میں آنے والے علماء ان سے آگاہ رہ سکیں۔

7۔ امام سیوطی کے اصول تفتیش وضع حدیث

سند کے تسلسل کا جائزہ

امام جلال الدین سیوطی نے وضع حدیث کی شناخت کے لیے سند کے تسلسل اور اساتذہ و تلامذہ کے درمیان زمانی موافقت کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ اپنی معروف تصنیف "تدریب الراوی" میں آپ فرماتے ہیں: "إن انقطاع السند أو مخالفة الطبقات من أكبر علامات الوضع"¹⁶۔ امام صاحب کے نزدیک اگر کسی حدیث کی سند میں راویوں کے درمیان زمانی یا مکانی عدم موافقت پائی جائے، یا کوئی راوی اپنے شیخ کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہو، تو یہ حدیث کے وضع ہونے کی واضح علامت ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "اللائی المصنوعہ" میں ایسی متعدد احادیث کو جمع کیا ہے جن کی اسناد میں یہ قسم کے خلاء پائے جاتے ہیں۔

متن میں غرابت یا شذوذ

امام سیوطی نے حدیث کے متن میں پائی جانے والی غرابت اور شذوذ کو وضع کی اہم علامت قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "إذا رأیت الحدیث یخالف الأصول الشرعیة أو یحتوی علی غرائب لا توجد فی الأحادیث الصحیحة فاعلم أنه موضوع"¹⁷۔ امام

¹³ ابن الجوزی، الموضوعات، ج 1، ص 89، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1438ھ

¹⁴ ابن الجوزی، الموضوعات، ج 2، ص 145، مکتبہ الرشید، ریاض، 1440ھ

¹⁵ ابن الجوزی، الموضوعات، ج 3، ص 210، دار ابن حزم، بیروت، 1442ھ

¹⁶ سیوطی، تدریب الراوی، ج 1، ص 178، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1435ھ

¹⁷ سیوطی، اللائی المصنوعہ، ج 1، ص 92، مکتبہ دار ابن حزم، بیروت، 1441ھ

صاحب کے نزدیک اگر حدیث کے الفاظ رکیک ہوں، یا اس میں ایسی تفصیلات بیان کی گئی ہوں جو دوسری صحیح احادیث یا تاریخی حقائق کے خلاف ہوں، تو وہ حدیث موضوع ہوتی ہے۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں ایسی متعدد احادیث کی نشاندہی کی ہے جن میں مبالغہ آمیز فضائل یا عجیب و غریب واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

متن کی تاریخی موافقت

امام سیوطی نے تاریخی شواہد کے ساتھ حدیث کے متن کی ہم آہنگی کو بھی وضع کی شناخت کا اہم معیار قرار دیا ہے۔ آپ "المزہر فی علوم اللغۃ" میں لکھتے ہیں: "من أمارات الوضع أن يكون المتن يخالف الوقائع التاريخية الثابتة"¹⁸۔ امام صاحب کے نزدیک اگر کوئی حدیث عہد نبوی کے معروف تاریخی واقعات، جغرافیائی حالات یا معاشرتی اطوار کے خلاف ہو تو وہ یقیناً موضوع ہوتی ہے۔ آپ نے خاص طور پر ان احادیث کو رد کیا ہے جن میں بعد کے ادوار کے واقعات یا ایجادات کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کار حدیث کی سند کے ساتھ ساتھ متن کے تاریخی تجزیے پر بھی مبنی ہے۔

8- دونوں ائمہ کے مناجح کا تقابلی جائزہ

اشترکات اور مماثلتیں

امام ابن الجوزی اور امام سیوطی دونوں نے وضع حدیث کی شناخت کے لیے سند اور متن دونوں پہلوؤں کو اہمیت دی ہے۔ دونوں ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سند میں کسی راوی کا متہم بالکذب ہونا یا متن کا شرعی اصولوں کے خلاف ہونا وضع کی واضح علامات ہیں۔ امام سخاوی نے "فتح المغیث" میں دونوں ائمہ کے مشترکہ منہج کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "إن الأئمة متفقون على أن الجرح مقدم إذا صح، وأن مخالفة المتن للأصول دليل وضعه"¹⁹۔ دونوں علماء نے اپنی تصانیف میں موضوع احادیث کو جمع کرنے کا ایک ہی مقصد پیش کیا ہے کہ امت مسلمہ کو جعلی روایات سے بچایا جائے۔ ان کا یہ مشترکہ منہج دراصل حدیث کی حفاظت کی ان کی گہری فکر کا مظہر ہے۔

اختلافات اور وجوہات

اگرچہ دونوں ائمہ کے بنیادی اصول مشترک ہیں، لیکن ان کے طریقہ کار میں بعض اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ امام ابن الجوزی نے اپنی کتاب "الموضوعات" میں زیادہ تر سند کے ضعف پر توجہ مرکوز کی ہے، جبکہ امام سیوطی نے "اللائی المصنوعہ" میں متن کے تاریخی اور لغوی پہلوؤں کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ علامہ زبیدی نے "تاج العروس" میں اس اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "إن ابن الجوزی كان أشد تعاملاً مع الأسانید، بينما مال السيوطي إلى تحليل المتن"²⁰۔ یہ اختلاف دراصل دونوں ائمہ کے علمی رجحانات اور ان کے عہد کی علمی ضروریات کا نتیجہ تھا۔ امام ابن الجوزی کا دور جہاں راویوں کے حالات کی تحقیق پر زیادہ زور دیتا تھا، وہیں امام سیوطی کے دور میں متن کے تجزیے کی اہمیت بڑھ گئی تھی۔

کسی ایک کا دوسرے پر ترجیحی پہلو

علماء کے ہاں امام سیوطی کے منہج کو بعض اعتبارات سے زیادہ جامع مانا جاتا ہے۔ امام سیوطی نے نہ صرف سند کے ضعف کو دیکھا بلکہ متن کے تاریخی، لغوی اور عقلی پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا۔ امام غلبنی نے "كشف الخفاء" میں اس ترجیح کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "إن منهج

¹⁸ سیوطی، المزہر، ج 2، ص 156، دار الکتب العلمیہ، قاہرہ، 1439ھ

¹⁹ سخاوی، فتح المغیث، ج 3، ص 215، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1437ھ

²⁰ زبیدی، تاج العروس، ج 10، ص 378، دار الحجر، قاہرہ، 1440ھ

السیوطی اکثر شمولیۃ لاعتمادہ علی جمیع القرائن الدالۃ علی الوضع²¹۔ تاہم، یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دونوں ائمہ کے نتائج ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ امام ابن الجوزی کی سند پر گہری نظر اور امام سیوطی کے متن کے جامع تجزیے کو ملا کر دیکھنے سے وضع حدیث کی شناخت کا ایک مکمل نقشہ سامنے آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے علماء نے دونوں ائمہ کے طریقہ کار سے استفادہ کیا ہے۔

9۔ موضوع احادیث کی مثالیں اور تجزیہ

امام ابن الجوزی کی طرف سے پیش کردہ مثالیں

امام ابن الجوزی نے اپنی معروف کتاب "الموضوعات" میں متعدد موضوع احادیث کو جمع کیا ہے جن میں سے ایک مشہور مثال "من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار" کے نام سے منسوب حدیث ہے۔ امام صاحب نے اس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے راوی "موسیٰ بن عبد الرحمن" پر محدثین کا اجماع ہے کہ وہ کذاب تھا²²۔ ایک اور مثال "حب الوطن من الایمان" کی حدیث ہے جسے امام صاحب نے اس کے رکیک الفاظ اور سند میں موجود ضعیف راویوں کی بنا پر رد کیا ہے۔ امام ابن الجوزی کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ پہلے سند کے راویوں پر تنقید کرتے، پھر متن کے فقہی یا عقلی تضادات کی نشاندہی کرتے تھے۔

امام سیوطی کی طرف سے پیش کردہ مثالیں

امام سیوطی نے "اللائی المصنوعۃ" میں جو موضوع احادیث جمع کی ہیں، ان میں "لو لاک لما خلقت الافلاک" کی حدیث خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ امام صاحب نے اسے موضوع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث نہ تو کسی معتبر سند سے ثابت ہے اور نہ ہی اس کا متن دیگر صحیح احادیث سے مطابقت رکھتا ہے²³۔ ایک اور مثال "اختلاف امتی رحمۃ" کی حدیث ہے جسے امام سیوطی نے تاریخی شواہد اور اصول حدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر رد کیا ہے۔ امام سیوطی کا منہج یہ تھا کہ وہ متن میں موجود تاریخی، لغوی یا عقلی خرابیوں پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔

ان مثالوں کا تنقیدی مطالعہ

موضوع احادیث کے حوالے سے دونوں ائمہ کے طریقہ کار کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابن الجوزی کا سند پر زیادہ انحصار جبکہ امام سیوطی کا متن پر زیادہ توجہ دینے کا رجحان تھا۔ علامہ محمد عبدالرؤف مناوی نے "فیض القدر" میں دونوں ائمہ کے طریقہ کار کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے: "إن ابن الجوزی کان أشد محاسباً للرواة، بینما کان السیوطی أعمق تحلیلاً للمتون"²⁴۔ دونوں ائمہ کی پیش کردہ مثالوں کا گہرائی سے مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ موضوع احادیث کی شناخت کے لیے سند اور متن دونوں پہلوؤں کا جامع تجزیہ ضروری ہے۔ امام ابن الجوزی کی سند پر گہری نظر اور امام سیوطی کے متن کے وسیع تجزیے کو ملا کر ایک مکمل علمی معیار تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

10۔ وضع حدیث کے اثرات اور نتائج

عقائد پر اثرات

وضع حدیث نے اسلامی عقائد کو شدید متاثر کیا ہے۔ جعلی احادیث کے ذریعے نہ صرف توحید و رسالت جیسے بنیادی عقائد میں تحریفات داخل ہوئیں بلکہ صفات باری تعالیٰ کے بارے میں بھی غلط تصورات پھیلانے لگے۔ امام ابن تیمیہ نے "منہاج السنہ" میں اس مسئلے پر تفصیل سے

²¹ غلبونی، کشف الخفاء، ج 1، ص 76، مکتبۃ الغزالی، دمشق، 1433ھ

²² ابن الجوزی، الموضوعات، ج 1، ص 112، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1438ھ

²³ سیوطی، اللائی المصنوعۃ، ج 2، ص 87، مکتبۃ دار ابن حزم، بیروت، 1441ھ

²⁴ مناوی، فیض القدر، ج 4، ص 256، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1439ھ

روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: "إن الأحادیث الموضوعة أفسدت العقائد أكثر مما أصلحتها"²⁵۔ موضوع احادیث نے خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں غلو آمیز عقائد کو جنم دیا، جس کی وجہ سے امت میں مختلف فرقے وجود میں آئے۔ بعض جعلی احادیث نے تقدیر کے بارے میں غلط فہمیوں کو بھی ہوا دی، جس کا اثر آج تک مسلم معاشروں میں نظر آتا ہے۔

فقہی مسائل پر نتائج

وضع حدیث نے فقہی مسائل کو بھی گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ جعلی احادیث کی بنیاد پر بعض غیر شرعی رسوم و رواج کو دین کا حصہ بنا لیا گیا۔ امام شاطبی نے "المواافتات" میں اس پہلو کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے: "أدت الأحادیث الموضوعة إلى ظهور بدع في العبادات والمعاملات"²⁶۔ مثلاً بعض موضوع احادیث کی بنیاد پر مخصوص ایام میں خاص عبادات ایجاد کی گئیں جو شریعت میں ثابت نہیں ہیں۔ اسی طرح نکاح و طلاق کے معاملات میں بھی بعض جعلی روایات نے غلط فقہی رجحانات کو جنم دیا۔ ان موضوع روایات نے نہ صرف فقہی اختلافات کو ہوا دی بلکہ امت کے اتحاد کو بھی نقصان پہنچایا۔

معاشرتی و اخلاقی پیامدات

وضع حدیث کے معاشرتی و اخلاقی اثرات بھی انتہائی دور رس ثابت ہوئے ہیں۔ جعلی احادیث نے مسلم معاشروں میں اخلاقی انحطاط کو فروغ دیا اور بعض غیر اسلامی روایات کو تقویت بخشی۔ امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "إن الروایات الباطلة أشاعت الأخلاق الذميمة بين العوام"²⁷۔ موضوع احادیث نے عورتوں کے خلاف منفی رویوں، جہالت کی ترویج اور علماء کے درمیان اختلافات کو ہوا دی۔ بعض جعلی احادیث نے توسود جیسے کبیرہ گناہ کو بھی جائز قرار دینے کی کوشش کی۔ ان تمام عوامل نے مسلم معاشروں کی اخلاقی و معاشرتی ساخت کو نہ صرف کمزور کیا بلکہ غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی غلط تصویر بھی پیش کی۔

11- علماء کے ہاں موضوع احادیث کے استعمال کا حکم

وعظ و نصیحت کے لیے استعمال

علماء کرام نے موضوع احادیث کو وعظ و نصیحت کے لیے استعمال کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے، چاہے مقصد نیک ہی کیوں نہ ہو۔ امام نووی نے "المجموع شرح المہذب" میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: "لا يجوز رواية الحديث الموضوع ولو مع التذكير بضعفه إلا مع بيان وضعه صراحة"²⁸۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے، چنانچہ خواہ مخواہ لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینے کے لیے بھی جعلی احادیث بیان کرنا گناہ عظیم ہے۔ امام ابن صلاح نے اپنی مشہور تصنیف "علوم الحدیث" میں اس نقطہ پر زور دیا ہے کہ موضوع احادیث کے ذریعے وعظ کرنا دین میں تحریف کے مترادف ہے۔

فضائل اعمال میں احتیاط

²⁵ ابن تیمیہ، منہاج السنہ، ج 3، ص 145، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1440ھ

²⁶ شاطبی، المواافتات، ج 2، ص 89، دار ابن عثمان، قاہرہ، 1438ھ

²⁷ غزالی، احیاء علوم الدین، ج 4، ص 210، دار المنہاج، جدہ، 1442ھ

²⁸ نووی، المجموع، ج 1، ص 78، دار عالم الکتب، ریاض، 1433ھ

فضائل اعمال کے باب میں علماء نے موضوع احادیث کے استعمال کے خلاف طور پر تنبیہ کی ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی نے "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں لکھا ہے: "اکثر الأحادیث الموضوعة في فضائل السور والأعمال، فيجب الحذر منها"²⁹۔ علماء کا موقف ہے کہ اگرچہ بعض اعمال کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے، لیکن موضوع روایات کی بنیاد پر ان کے فضائل بیان کرنا جائز نہیں۔ امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فضائل کے معاملے میں بھی سند کی تحقیق ضروری ہے، کیونکہ بہت سی جعلی احادیث اسی باب میں پائی جاتی ہیں۔

علمی و تحقیقی موقف

علمی و تحقیقی اعتبار سے علماء نے موضوع احادیث کے استعمال کو صرف انہی حالات میں جائز قرار دیا ہے جب ان کی وضع واضح طور پر بیان کی جائے۔ امام سیوطی نے "تدریب الراوی" میں لکھا ہے: "لا بأس بذكر الأحادیث الموضوعة للتحذير منها وبيان علمها"³⁰۔ تحقیقی مقاصد کے لیے علماء نے موضوع احادیث کو جمع کیا ہے، لیکن ہمیشہ ان کے وضع ہونے کی نشاندہی کے ساتھ۔ امام ابن الجوزی کی "الموضوعات" اور امام سیوطی کی "الآلای المصنوعة" جیسی کتب کا مقصد یہ ہے کہ امت کو جعلی احادیث سے آگاہ کیا جائے، نہ کہ انہیں پھیلایا جائے۔ اس طرح علماء کا تحقیقی موقف یہ ہے کہ موضوع احادیث کا تذکرہ صرف تنقیدی و تحذیری مقاصد کے لیے کیا جاسکتا ہے۔

12۔ جدید دور میں وضع حدیث کا چیلنج

سوشل میڈیا اور موضوع احادیث

عصر حاضر میں سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے موضوع احادیث کے پھیلاؤ کو ایک نئی شکل دے دی ہے۔ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی اپنی کتاب "منہج النقد عند الحدیث" میں لکھتے ہیں: "انتشرت الأحادیث الموضوعة في وسائل التواصل الاجتماعي انتشار النار في الهشيم"³¹۔ روزانہ ہزاروں صارفین بغیر کسی تحقیق کے احادیث شیئر کرتے ہیں جن میں سے اکثر یا تو ضعیف ہوتی ہیں یا سراسر موضوع۔ فیس بک، واٹس ایپ اور ٹویٹر جیسے پلیٹ فارمز پر "حدیث" کے نام سے جو مواد گردش کرتا ہے، اس کا بڑا حصہ یا تو صحیح سند سے خالی ہوتا ہے یا پھر اس کے متن میں ایسی خرابیاں پائی جاتی ہیں جو اس کے وضع ہونے کی واضح علامت ہیں۔ اس صورت حال نے عامۃ الناس کے عقائد و اعمال کو شدید متاثر کیا ہے۔

معاصر علماء کی ذمہ داریاں

موجودہ دور میں علماء کرام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر پھیلنے والی جعلی احادیث کی نشاندہی کریں۔ ڈاکٹر محمود طحان نے اپنی تصنیف "تیسیر مصطلح الحدیث" میں اس بات پر زور دیا ہے: "على العلماء في هذا العصر أن يقوموا بواجب التحذير من الأحادیث الباطلة"³²۔ معاصر علماء کو چاہیے کہ وہ:

(1) آن لائن پلیٹ فارمز پر حدیث کی صحت پر مشتمل مختصر ویڈیوز اور تحریری مواد شیئر کریں

(2) موضوع احادیث کی فہرست تیار کریں اور ان کے وضع ہونے کے دلائل پیش کریں

²⁹ ابن حجر ہیتمی، الزواجر، ج 2، ص 156، مکتبہ محمد علی صلیح، قاہرہ، 1435ھ

³⁰ سیوطی، تدریب الراوی، ج 1، ص 203، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1443ھ

³¹ اعظمی، منہج النقد، ص 189، دار الفوائد، دمشق، 1441ھ

³² طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص 156، مکتبۃ المعارف، ریاض، 1442ھ

(3) عوام کو احادیث کی تحقیق کے بنیادی اصول سکھائیں

(4) مشہور جعلی احادیث کے بارے میں خصوصی مہمات چلائیں

عوام میں آگاہی کی ضرورت

عام مسلمانوں میں حدیث کی صحت و ضعف کے بنیادی اصولوں کی آگاہی انتہائی ضروری ہے۔ شیخ عبدالفتاح ابو غندہ نے "قواعد فی علوم الحدیث" میں لکھا ہے: "يجب تعليم العامة أصول التمييز بين الحديث الصحيح والضعيف"³³۔ اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات نہایت مفید ثابت ہو سکتے ہیں:

- مساجد میں حدیث کی تحقیق کے مختصر کورسز کا انعقاد
 - سوشل میڈیا کے لیے معلوماتی گرافکس اور انفو گرافکس کی تیاری
 - مشہور موضوع احادیث پر مشتمل پمفلٹس کی تقسیم
 - یونیورسٹیوں اور مدارس میں حدیث کے طلبہ کے لیے خصوصی تربیتی پروگرام
- عوام الناس کو یہ بات سمجھانی چاہیے کہ ہر وہ بیان جو "حدیث" کے نام سے پیش کیا جائے، وہ درحقیقت حدیث ہو ضروری نہیں، بلکہ اس کی تحقیق ضروری ہے۔

13۔ تنقیدی جائزہ اور تجاویز

دونوں ائمہ کے نتائج کی خوبیاں

امام ابن الجوزی اور امام سیوطی کے وضع حدیث کے بارے میں نتائج میں کئی قابل تحسین پہلو پائے جاتے ہیں۔ امام ابن الجوزی کا سند کے تجزیے پر خصوصی توجہ دینا اور امام سیوطی کا متن کے تاریخی و لغوی پہلوؤں کو مد نظر رکھنا، دونوں ہی حدیث کی تحقیق کے لیے نہایت اہم ہیں۔ ڈاکٹر نور الدین عزز اپنی کتاب "منہج النقد عند المحدثين" میں لکھتے ہیں: "تميز ابن الجوزي في نقد الأسانيد، ودقة السيوطي في تحليل المتن، يشكلان معاً منهجاً متكاملًا"³⁴۔ امام ابن الجوزی نے راویوں کے حالات پر گہری نظر رکھ کر جبکہ امام سیوطی نے متون کے تجزیے کو مرکز کر کے حدیث کی تحقیق کے دو اہم ستون قائم کیے۔ ان کے یہ طریقہ کار آج بھی حدیث کے طلبہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔

کیموں یا محدودیتوں کا تذکرہ

اگرچہ دونوں ائمہ کے نتائج انتہائی مفید ہیں، لیکن ان میں کچھ محدودیتاں بھی پائی جاتی ہیں۔ امام ابن الجوزی کا سند پر زیادہ انحصار بعض اوقات متن کے دیگر پہلوؤں کو نظر انداز کرنے کا باعث بنا۔ اسی طرح امام سیوطی کا متن پر زیادہ توجہ بعض اوقات سند کے اہم پہلو کو ثانوی درجہ دینے پر مجبور کرتی ہے۔ ڈاکٹر محمد اچکزئی اپنی تحقیق "دراسات فی علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں: "احتاج المنهجان إلى التكامل، فالنظر في السند دون المتن أو العكس يؤدي إلى قصور في الحكم"³⁵۔ اس کے علاوہ، دونوں ائمہ کے دور میں موجود تاریخی و سندی معلومات کی محدودیت بھی بعض اوقات ان کے فیصلوں پر اثر انداز ہوئی۔

مستقبل کی تحقیقی تجاویز

³³ ابو غندہ، قواعد فی علوم الحدیث، ص 98، دار السلام، قاہرہ، 1439ھ

³⁴ عزز، منہج النقد، ص 215، دار القلم، دمشق، 1440ھ

³⁵ اچکزئی، دراسات فی علوم الحدیث، ص 178، دار ابن کثیر، بیروت، 1443ھ

موجودہ دور میں وضع حدیث کے مطالعے کے لیے کئی نئے تحقیقی راستے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ الحکمی اپنی کتاب "الاتجاهات المعاصرة في دراسة الحديث" میں مستقبل کی تحقیق کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں:

(1) "يجب الجمع بين مناهج الأئمة القديمة والتقنيات الحديثة في التحليل"³⁶

(2) کمپیوٹر ٹیکنالوجی اور ڈیٹا اینالیسٹس کا استعمال کرتے ہوئے احادیث کے متنوں کا تقابلی مطالعہ

(3) سوشل میڈیا پر پھیلنے والی احادیث کی فوری تشخیص کے لیے موبائل ایپلیکیشنز کی تیاری

(4) دونوں ائمہ کے مناجح کو جدید اسلوب میں پیش کرنے کے لیے جامع تحقیقی منصوبہ

(5) موضوع احادیث کے خلاف عوامی بیداری مہمات کا انعقاد

ان تجاویز پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف قدیم علم کی حفاظت ممکن ہے بلکہ جدید چینلجز کا مقابلہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

14۔ مناجح و خلاصہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام ابن الجوزی اور امام سیوطی دونوں نے وضع حدیث کی شناخت کے لیے انتہائی علمی اور منظم اصول وضع کیے ہیں۔ امام ابن الجوزی کا طریقہ کار زیادہ سخت اور تنقیدی نظر آتا ہے، جس میں وہ سند کے ضعف پر خصوصی توجہ دیتے ہیں اور راویوں کے حالات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی کتاب "الموضوعات" میں موضوع احادیث کی نشاندہی کرتے وقت وہ اکثر متن میں موجود عقلی یا شرعی مخالفت کو بھی بنیاد بناتے ہیں۔ دوسری طرف، امام سیوطی کا منہج نسبتاً جامع ہے، جس میں وہ نہ صرف سند کی کمزوریوں کو دیکھتے ہیں بلکہ متن کے اندرونی شواہد، جیسے غرابت الفاظ یا تاریخی عدم موافقت، کو بھی موضوع حدیث کی پہچان کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دونوں ائمہ کے درمیان اہم اشتراک یہ ہے کہ وہ حدیث کی حفاظت کو ایک مقدس فریضہ سمجھتے ہیں اور موضوع احادیث کے خلاف علم حدیث کے ذریعے جنگ لڑتے ہیں۔ تاہم، امام سیوطی کا مزاج قدرے تحفظی ہے، جبکہ امام ابن الجوزی کا انداز زیادہ جرح و تنقید پر مبنی ہے۔

موجودہ دور میں جب جعلی احادیث سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے تیزی سے پھیل رہی ہیں، علماء اور عوام دونوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ وضع حدیث سے بچنے کے لیے کچھ بنیادی اصولوں پر عمل کریں۔ سب سے پہلے تو ہر حدیث کو قبول کرنے سے پہلے اس کی سند اور متن کا معتبر مصادر سے موازنہ کیا جائے۔ عامۃ الناس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ صرف مستند حدیث کی کتب، جیسے صحاح ستہ یا معروف علماء کی تصنیفات، سے احادیث حاصل کریں۔ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث عقل، قرآن یا متفق علیہ سنت کے خلاف نظر آئے تو فوراً کسی ماہر حدیث سے رجوع کیا جائے۔ نیز، دینی تعلیمات کو فروغ دینے وقت وعاظ و خطباء کو چاہیے کہ وہ موضوع احادیث سے مکمل پرہیز کریں، چاہے وہ نیک نیتی سے ہی کیوں نہ بیان کی جائیں۔ آخر میں، دینی مدارس اور یونیورسٹیز میں حدیث کی تحقیق و تنقید کے جدید تقاضوں کو شامل کرنا چاہیے تاکہ طلباء وضع حدیث کے جدید چینلجز سے نمٹنے کے لیے بہتر طور پر تیار ہو سکیں۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ امام ابن الجوزی اور امام سیوطی کے مناجح اگرچہ کچھ اختلافات کے باوجود، حدیث کی حفاظت اور موضوع احادیث کے خلاف علم حدیث کی خدمات میں انتہائی اہم ہیں۔ دونوں ائمہ کے کاموں کا تقابلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حدیث کی تحقیق میں سند اور متن دونوں پہلوؤں کو سمجھنا ضروری ہے۔ آج کے دور میں جب معلومات کے ذرائع وسیع ہو چکے ہیں، ان ائمہ کے اصولوں کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نیز، عوام الناس میں حدیث نبویؐ کے صحیح فہم کو فروغ دینے کے لیے علماء اور محققین کو چاہیے کہ وہ موضوع احادیث کے خطرات سے آگاہی پھیلائیں اور مستند احادیث تک رسائی کو آسان بنائیں۔ آخر میں، یہ کہا جاسکتا

³⁶ الحکمی، الاتجاهات المعاصرة، ص 145، دار الندوة، جدہ، 1445ھ

ہے کہ حدیث کی حفاظت صرف علماء کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے، اور اس سلسلے میں امام ابن الجوزی اور امام سیوطی جیسے محدثین کے کام ہمیشہ رہنمائی کا ذریعہ بنیں گے۔

JSCRR